

"الله اكبر، الله اكبر، الله اكبر، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان لا اله الا الله، اشهد ان محمداً رسول الله،  
اشهد ان محمداً رسول الله، حي على الصلاة، حي على الصلاة، حي على الفلاح، حي على الفلاح، الله اكبر، الله اكبر،

لا إله إلا الله، "

راوی کہتا ہے کہ پھر وہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوا اور کہا: جب نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ تو یہ کہو:

" اللہ اکبر، اللہ اکبر، اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد ان محمداً رسول اللہ، اشہد ان محمداً رسول اللہ، حی علی الصلاة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح، قد قامت الصلاة، قد قامت الصلاة، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ۔ "

جب صبح ہوئی تو میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا۔ آپ (ص) نے فرمایا: "انشاء اللہ یہ خواب سچا ہے۔ بلال کے ساتھ جاؤ اور جو کچھ خواب میں دیکھا ہے وہ ان کو سکھاؤ تاکہ وہ اس کے ذریعہ لوگوں کو نماز کے لئے بلائیں۔ کیونکہ وہ تم سے زیادہ خوش لحن ہیں۔" میں بلال کے ساتھ گیا، اور ان کو بتاتا گیا وہ اذان دیتے گئے۔ عمر بن خطاب اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے، جیسے ہی انہوں نے اس آواز کو سنا، دوڑے ہوئے آئے۔ وہ اتنی عجلت میں تھے کہ ان کی ردا زمین پر گھسٹ رہی تھی، وہ آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: "اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے، جو عبد اللہ بن زید نے دیکھا تھا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **فَلِلَّهِ الْحَمْدُ** (تمام تعریفیں خدا سے مخصوص ہیں۔) <sup>1</sup>

یہی روایت ابن ماجہ نے مندرجہ ذیل دو سندوں سے ذکر کی ہے۔

(3) ہم سے ابو عبید محمد بن میمون مدنی نے، ان سے محمد بن سلمہ الحرانی نے، ان سے محمد بن ابراہیم تیمی نے، انہوں نے محمد بن عبداللہ بن زید سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے وقت لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے ناقوس کے بارے میں حکم دینے کے لئے سوچ رہے تھے، اور اسی کی طرف مائل تھے کہ عبد اللہ بن زید کو خواب میں اذان سکھائی گئی..... الخ۔

(4) ہم سے محمد بن خالد بن عبد اللہ واسطی نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبد الرحمان بن اسحاق نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے، ان سے ان کے والد نے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ نماز کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کے لئے کیا کیا جائے؟ کچھ لوگوں نے "سنگھ" کی پیشکش کی۔ آپ کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ کیونکہ سنگھ یہودیوں سے مخصوص ہے۔ بعض نے "ناقوس" کا تذکرہ کیا۔ مگر ناقوس نصاریٰ کی روش ہونے کی وجہ سے آپ کو یہ مشورہ بھی مناسب نہیں لگا۔ اسی رات عمر بن خطاب اور انصار کے ایک شخص عبد اللہ بن زید کو خواب میں اذان کی تعلیم دی گئی۔

زھری کا بیان ہے کہ صبح کی اذان میں بلال نے "الصلاة خير من النوم" کا اضافہ کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنی رضا مندی کا اظہار بھی فرما دیا۔

ترمذی نے یہ روایت مندرجہ ذیل سند کے ذریعہ نقل کی ہے:

(5) ہم سے سعد بن یحییٰ بن سعید اموی نے، ان سے ان کے والد نے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے محمد بن حارث تیمی سے، انہوں نے محمد بن عبد اللہ بن زید سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ جب صبح ہوئی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے، اور خواب کے بارے میں آپ سے بتایا..... الخ۔

(6) ترمذی کہتے ہیں: اس حدیث کو ابراہیم بن سعد نے محمد بن اسحاق سے، زیادہ بہتر اور کامل طور پر نقل کیا ہے۔ اس کے بعد ترمذی کہتے ہیں: عبد اللہ ابن زید سے مراد ابن عبد ربہ ہیں، اور ہمارے نزدیک اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو بھی روایت نقل کی ہیں، ان میں سے صرف یہی ایک حدیث، جو

اذان کے بارے میں ہے، صحیح ہے۔

یہ روایتیں ہم نے "صحاح ستہ" اور بعض مخصوص "سبب صحاح" جیسے سنن دارمی یا دارقطنی، سے نقل کی ہیں، کیونکہ ان کتابوں کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی دوسری سنن کو حاصل نہیں۔ مثلاً سنن دارمی یا دارقطنی یا وہ روایتیں جو ابن سعد نے اپنی طبقات یا بیہقی نے اپنی سنن میں نقل کی ہیں۔ ان کتابوں کی خاص اہمیت اور منزلت کی وجہ سے ہم نے ان کو دوسری مشہور سنن سے جدا رکھا ہے۔ اب ہم حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ان روایات کے بارے میں متن اور سند کے اعتبار سے گفتگو کریں گے، اس کے بعد اس سلسلہ کی باقی روایات کا تذکرہ کریں گے۔ ہمارے نزدیک یہ تمام روایات کئی وجہوں سے اپنے مدعا پر دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

### پہلی وجہ:

ان روایات کا منصب رسالت سے سازگار نہ ہونا خداوند عالم نے اپنے رسول کو مبعوث کیا تاکہ وہ لوگوں کے ساتھ نماز کو اس کے وقت میں قائم کریں اور اس کا لازمہ یہ ہے کہ خداوند عالم اس کو انجام دینے کی کیفیت سے بھی آگاہ کرے۔

لہذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سلسلہ میں بہت دنوں (یا ایک روایت کے مطابق بیس دن) تک حیران و پریشان رہنا کیا معنی رکھتا ہے، کہ وہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے طریقے سے نا واقف ہوں جو ان کے کاندھوں پر آچکی ہے؟؟ اور اپنے مقصود کو حاصل کرنے کے لئے ہر کس و ناکس سے مدد مانگتے پھریں۔ جب کہ نص قرآنی (کان فضل اللہ علیک عظیماً) 2 کے مطابق سب پر آپ کی فوقیت مسلم ہے۔ یہاں پر فضل سے مراد علمی برتری ہے جو سیاق آیت (و علمک ما لم تکن تعلم) 3 سے واضح ہے۔ اور پھر نماز و روزہ عبادتی امور ہیں، جنگ و جدال کی طرح نہیں کہ جن کے بارے میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعض اصحاب سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ مشورہ بھی اس لئے نہیں ہوتا تھا کہ آپ بہتر طریقہ نہیں جانتے تھے، بلکہ یہ لوگوں کو متوجہ کرنے اور ان کی تشویق کے لئے ہوتا تھا۔ جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے (ولو کنت فظاً غلیظ القلب لا نفضوا من حولک فاعف عنہم واستغفرلہم وشاورہم فی الامر فاذا عزمتم فتوکل علی اللہ) 4 "اے رسول..... اگر تم بد مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ لہذا اب انہیں معاف کردو، اور ان کے لئے استغفار کرو اور جنگی امور میں ان سے مشورہ کرو اور جب ارادہ کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔"

کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ دینی امور میں عوام کے خواب و خیالات کو مصدر قرار دیا جائے؟ اور وہ بھی اذان و اقامت جیسی اہم عبادتوں کے لئے!! کیا یہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی اور ان پر بہتان نہیں ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت عبداللہ بن زید کے قبیلہ والوں نے گڑھی ہے، اور اس ۲۲ خواب کو خوب مشہور کیا، تاکہ فضیلت ان کے قبیلہ کے نام ہو جائے۔ لہذا ہم بعض مسندات میں دیکھتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی وہی ہیں۔ اور اس سلسلہ میں جس نے بھی ان پر اعتماد کیا، وہ ان سے حسن ظن کی بنیاد پر کیا ہے۔

## دوسری وجہ:

روایات میں بنیادی اختلاف وہ روایتیں جو اذان کی تشریع اور آغاز کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں، ان میں سرے سے ہی اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہے:

(الف) پہلی یعنی "سنن ابو داؤد" کی روایت کے مطابق عمر ابن خطاب نے عبد اللہ ابن زید سے بیس دن پہلے خواب دیکھا، لیکن چوتھی یعنی "ابن ماجہ" کی روایت کے مطابق انہوں نے اسی رات خواب دیکھا جس رات عبد اللہ بن زید نے دیکھا تھا۔

(ب) اذان، عبد اللہ ابن زید کے خواب کے ذریعہ شروع ہوئی۔ اور عمر ابن خطاب نے جب اذان کو سنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے اور کہا: میں نے بھی یہی خواب دیکھا تھا، لیکن شرم کی وجہ سے آپ سے تذکرہ نہیں کیا۔

(ج) اذان کو عمر ابن خطاب نے رواج دیا، نہ کہ ان کے خواب نے۔ اس لئے کہ انہوں نے خود اذان کو ایجاد کیا جیسا کہ ترمذی نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے: مسلمان جب مدینہ آئے... (یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں)... اور بعض لوگوں نے کہا: سنکھ سے استفادہ کیا جائے۔ جیسا کہ یہودی کرتے ہیں۔ عمر ابن خطاب نے کہا کہ کسی سے اذان دینے کے لئے کیوں نہیں کہتے؟ لہذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا بلال! قم فناد بالصلاة" اے بلال! اٹھو اور نماز کے لئے دعوت دو یعنی اذان کہو۔

ہاں ابن حجر نے "نداء بالصلاة" (نماز کے لئے اذان دینا) 5 سے اذان نہیں بلکہ "الصلاة جامعة" کی تکرار مراد لی ہے۔ لیکن ابن حجر کی اس بات پر کوئی واضح دلیل نہیں پائی جاتی ہے۔

(د) اذان کو خود رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شروع کیا۔ بیہقی کی روایت ہے: ... لوگوں نے ناقوس بجانے یا آگ روشن کرنے (کے ذریعہ نماز کی طرف بلانے) کا مشورہ دیا تو حضور (ص) نے بلال کو حکم دیا کہ اذان کو شفعاً (ھر فقرہ کو دوبار) اور اقامت کو وتراً (ھر فقرہ کو ایک بار) کہو۔ بیہقی کا بیان ہے کہ بخاری نے محمد بن عبد الوہاب اور مسلم نے اسحاق بن عمار سے یہی روایت نقل کی ہے۔ 6

ان تعارضات اور اختلافات کے ہوتے ہوئے بھلا ان روایات پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

## تیسری وجہ:

خواب: ایک نہیں بلکہ چودہ اشخاص نے دیکھا حلبی کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اذان کا خواب صرف عبد اللہ ابن زید یا عمر بن خطاب سے ہی مخصوص نہیں، بلکہ عبد اللہ بن ابوبکر نے بھی اسی طرح کے خواب دیکھنے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انصار میں سے سات آدمیوں، اور ایک دوسرے قول کے مطابق چودہ لوگوں نے اذان خواب میں دیکھنے کا ادعا کیا ہے۔ 7

کیا کوئی صاحب عقل ان روایات، بلکہ خرافات کو قبول کرسکتا ہے؟؟ ارے بھائی! شریعت اور اسلامی احکام کوئی بازیچہ اطفال نہیں! جو خوابوں اور خیالوں سے تیار کر لئے جائیں۔ اور اگر اسلام کی یہی حقیقت ہے تو پھر ایسے اسلام کو سلام ہے۔ اس سلسلہ میں حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احکام

شریعت کو وحی کے ذریعہ حاصل فرمایا کرتے تھے، نہ کہ ہر کس و ناکس کے خواب سے۔

### چوتھی وجہ:

بخاری سے منقول روایت اور دوسری روایات کے درمیان تعارض بخاری نے صراحت کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجلس مشاورت میں بلال (رض) کو یہ حکم دیا کہ نماز کے لئے لوگوں کو بلاؤ، اور حضرت عمر اس وقت وہاں موجود نہیں تھے۔ خود ابن عمر راوی ہیں کہ مسلمان جب مدینہ آئے تو نماز کے وقت، نماز کے لئے متوجہ کرنے اور اس کی طرف بلانے والے کی ضرورت کا احساس کر رہے تھے۔ ایک دن اس سلسلہ میں گفتگو کرنے لگے۔ بعض افراد نے "نصاری" کی طرح ناقوس بجانے کا مشورہ دیا۔ بعض نے کہا کہ یہودیوں کی طرح قرن یا سینگ سے استفادہ کیا جائے۔ عمر بولے: کسی کو نماز کی دعوت دینے کے لئے کیوں نہیں بھیجتے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بلال! اٹھو اور لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤ۔

8

اور وہ صریحی روایت جو خواب کے بارے میں ہیں ان کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال (رض) کو اذان کا حکم، فجر کے ہنگام اس وقت دیا جب کہ ابن زید نے اذان کے سلسلہ میں اپنا خواب حضور سے بیان کیا۔ اور عبد اللہ بن زید کا خواب مجلس مشاورت کے کم از کم ایک رات بعد قابل تصور ہے۔ اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلال (رض) کو اذان کا حکم دے رہے تھے تو حضرت عمر وہاں موجود نہیں تھے، بلکہ جب اذان دی گئی تو وہ اپنے گھر میں تھے۔ وہ دوڑتے ہوئے آئے اس حالت میں، کہ ان کے کپڑے زمین پر گھسٹ رہے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! قسم ہے اس پروردگار کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا، یہی خواب میں نے بھی دیکھا ہے۔ اور ہمارے پاس ایسا کوئی قرینہ نہیں جس کی روشنی میں یہ کہا جاسکے کہ بخاری کی روایت میں "نداء بالصلاة" سے مراد "الصلاة جامعہ" کی تکرار ہے اور خواب کی روایتیں اذان کے سلسلہ میں ہیں۔ اور اگر کوئی اس طرح کی بات کہے بھی تو یہ بغیر کسی دلیل کے ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب بلال (رض) کو یہ حکم دیتے کہ الصلاة جامعہ کو با آواز بلند کہو تو مسئلہ ہی حل ہو جاتا، اور خصوصاً اگر اس کی تکرار کا حکم دیتے، تو حیرانی و پریشانی کی بات ہی نہ رہ جاتی۔

لہذا یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی دعوت دینے کا جو حکم دیا

اس سے مراد یہی معروف اذان شرعی تھی۔ 9

یہ چار مذکورہ وجوہات، احادیث کے مضمون کی تحقیق کا تقاضہ کرتی ہیں۔ اور یہ اشکالات مذکورہ، احادیث کے غیر قابل قبول ہونے کے لئے کافی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم ان کی اسناد کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ (تاکہ ہماری بات کی اور وضاحت ہو جائے) ان میں سے بعض کی سندیں موقوف ہیں، اور ان کا سلسلہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہیں پہنچتا۔ اور بعض، مسند تو ہیں مگر ان کے راوی یا تو مجہول ہیں یا غیر موثق ہیں یا ضعیف۔ اور اسی وجہ سے علم رجال میں انہیں کوئی اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ اب ہم ان تمام چیزوں کو آپ کے سامنے ترتیب وار، وضاحت کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔

## پہلی روایت

جس کو ابو داؤد نے نقل کیا ہے، ضعیف ہے۔ کیونکہ :

(1) یہ روایت ایک، بلکہ کئی نا معلوم افراد سے منقول ہے، کیونکہ اس کی سند میں بعض راویوں کے نام کے بجائے اس طرح کے کلمات آئے ہیں: "انصار میں سے ان کے بعض خاندان والے" یا "یا انصار کے ایک گروہ نے ان سے روایت کی ہے۔"

(2) یہ روایت ابو عمیر بن انس کے کچھ خاندانی رشتہ داروں سے منقول ہے۔ جیسا کہ ابن حجر کہتے ہیں: "روایت ہلال اور اذان کی روایت" کو ابو عمیر کے خاندانی رشتہ داروں نے، جن کا تعلق انصار و اصحاب نبی (ص) سے تھا، نقل کیا ہے۔

اور ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ موثق راوی تھا، لیکن اس سے کم احادیث نقل ہوئی ہیں۔ ابن عبد البر رقمطراز ہیں: یہ مجہول اور غیر معروف ہے، اور اس کا قول دلیل نہیں بن سکتا۔ 10 مروی کا بیان ہے کہ اس نے صرف دو عنوان کے تحت احادیث بیان کی ہیں۔ یا چاند دیکھنے کے سلسلہ میں یا اذان کے بارے میں۔

## دوسری روایت

اس روایت کی سند میں ایسے راویوں کا تذکرہ ہے جن کا قول قابل قبول نہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں: (الف) محمد بن ابراہیم بن حارث خالد تیمی، ابو عبد اللہ (سن وفات تقریباً ۱۲۰ ہجری): ابو جعفر عقیلی نے عبد اللہ بن احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا (انہوں نے محمد بن ابراہیم تیمی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا) کہ اس کی احادیث میں اشکال ہے، اس نے بہت سی غیر قابل قبول احادیث نقل کی ہیں۔ 11

(ب) محمد بن اسحاق بن یسار بن خیبار: اہل سنت اس کی روایت پر اعتماد نہیں کرتے۔ (اگرچہ سیرۃ ابن ہشام کی اساس یہی ہے)

احمد بن ابی خیثمہ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن معین سے اس (محمد بن اسحاق) کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے نزدیک ضعیف اور غیر قابل قبول ہے۔

ابوالحسن میمون کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ محمد بن اسحاق ضعیف ہے۔ اور نسائی کہتے ہیں کہ وہ قوی نہیں ہے۔ 12

(ج) عبد اللہ بن زید: اس کے بارے میں اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اس نے بہت کم احادیث کی روایت کی ہے۔ ترمذی اس کے بارے میں رقمطراز ہیں: حدیث اذان کے علاوہ جو بھی حدیث اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ حاکم کہتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ وہ جنگ احد میں قتل کر دیا گیا تھا۔

اور اس کی تمام روایات منقطعہ (جس کی سند نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہیں پہنچتی) ہیں۔ ابن عدی کا بیان ہے: حدیث اذان کے علاوہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو بھی حدیث بیان

کی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ 13 ترمذی نے بخاری سے روایت کی ہے کہ حدیث اذان کے علاوہ اس سے مروی اور کسی حدیث کے بارے میں ہم نہیں جانتے۔ 14

حاکم کا بیان ہے: عبداللہ بن زید وہ شخصیت ہیں، جنہیں خواب میں اذان سکھائی گئی۔ اور یکے بعد دیگرے فقہاء اسلام اسے قبول کرتے رہے لیکن صحیحین میں اس کو نقل نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اس کی سند میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ 15

### تیسری روایت

اس کی سند "محمد بن اسحاق بن یسار، اور محمد بن ابراہیم تیمی، پر مشتمل ہے۔ اور آپ ان کے حالات سے واقف ہوچکے ہیں۔ نیز یہ بھی جان چکے ہیں کہ عبداللہ بن زید بہت کم روایت بیان کرنے والا تھا۔ اور اس کی تمام روایات منقطعہ ہیں۔

### چوتھی روایت

اس کی سند میں مندرجہ ذیل راوی پائے جاتے ہیں:

1۔ عبد الرحمن بن اسحاق بن عبد اللہ مدنی: یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں: میں نے مدینہ میں اس کے (عبد الرحمن بن اسحاق) کے بارے میں معلوم کیا تو مجھ سے کسی نے بھی اس کی تعریف نہیں کی۔ اس بارے میں علی بن مدنی کا بھی یہی کہنا ہے۔

بلکہ علی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ جب سفیان سے عبد الرحمن بن اسحاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرقہ قدریہ 16 میں سے تھا۔ مدینہ والوں نے اسے مدینہ سے باہر نکال دیا تھا، وہ ہمارے پاس "مقتل ولید" میں آیا تو ہم نے اس کو اپنا ہم نشین بنایا۔ ابوطالب کہتے ہیں: میں نے احمد بن حنبل سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس نے ابو زناد سے بہت سی غیر قابل قبول روایات نقل کی ہیں۔

احمد بن عبداللہ العجلی کا بیان ہے: وہ ضعیف احادیث نقل کرتا تھا۔ ابو حاتم کا قول ہے: وہ ایسی احادیث نقل کرتا تھا جن کے اوپر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ بخاری تحریر کرتے ہیں: اس کے حافظہ پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اور مدینہ میں موسیٰ زمعی کے علاوہ اس کا کوئی شاگرد بھی نہیں تھا۔ موسیٰ زمعی نے اس سے ایسی روایت بھی نقل کی ہیں جن میں اضطراب پایا جاتا ہے۔

دارقطنی رقمطراز ہیں: وہ ضعیف ہے اور اس پر "قدری" ہونے کا الزام ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں: اس کی احادیث میں بعض ایسی چیزیں ہیں جو نادرست ہیں۔ اور غلط بیانی پر مشتمل ہیں۔ 17

2۔ محمد بن عبداللہ واسطی: جمال الدین مزی اس کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ ابن معین نے اس کو "لاشی" (جس کی کوئی اہمیت نہیں) سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس کی ان روایتوں کا انکار کیا ہے جو اس نے اپنے باپ سے

نقل کی ہیں۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: وہ بہت برا اور جھوٹا آدمی ہے۔ اس نے بہت سی ناقابل قبول اور جھوٹی روایتیں نقل کی ہیں۔ ابو عثمان سعید بن عمر بردعی کہتے ہیں کہ میں نے "ابازرعہ" سے محمد بن خالد کے بارے میں سوال کیا۔ وہ بولے: برا انسان ہے۔ ابن حیان نے کتاب "الثقة" میں ذکر کیا ہے: وہ خطا کار اور مخالف حق تھا۔ 18 شوکانی نے اس کی روایت کو نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ اس روایت کی اسناد بہت ضعیف ہیں 19

## پانچویں روایت

اس کی سند میں مندرجہ ذیل راوی ہیں:

(1) محمد بن اسحاق بن یسار۔

(2) محمد بن حارث تیمی۔

(3) عبد اللہ بن زید۔

ان میں سے پہلے اور دوسرے راوی کے بارے میں بحث گزر چکی ہے کہ وہ ضعیف اور ناقابل اعتبار ہیں۔ اور ان دونوں نے جو روایت بھی تیسرے راوی (عبد اللہ بن زید) سے نقل کی ہے اس کی سند منقطعہ ہے۔ اور یہیں سے چھٹی روایت کا ضعف بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ (چونکہ اس کا راوی محمد بن اسحاق ہے۔) یہ وہ روایتیں ہیں جو بعض صحاح میں وارد ہوئی ہیں۔ ان کے علاوہ اس (اذان کے) سلسلہ میں امام احمد، دارمی، دارقطنی نے اپنی مسانید، امام مالک نے اپنی موطاء، ابن سعد نے طبقات اور بیہقی نے اپنی سنن میں روایات نقل کی ہیں۔ جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے:

(الف) امام احمد کی روایت جو انہوں نے اپنی مسند میں ذکر کی ہے

امام احمد نے اذان کے خواب کی روایت اپنی مسند میں عبد اللہ بن زید سے تین سندوں کے ذریعہ نقل کی ہے۔

20

پہلی سند میں زید بن حباب بن ریان تمیمی (م/ ۲۰۳ ہجری) موجود ہے۔ اس کو علماء نے بہت زیادہ خطا کرنے والا کہا ہے۔ اس نے سفیان بن ثوری سے ایسی احادیث نقل کی ہیں جو سند کے لحاظ سے عجیب و غریب ہیں۔

ابن معین کہتے ہیں: اس کی ثوری سے نقل کردہ احادیث تحریف شدہ ہیں۔ 21 اسی طرح اس روایت کے راویوں میں سے ایک عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ ہے۔ اور تمام صحاح اور مسندوں میں اس کی صرف یہی ایک روایت ہے اور اس میں بھی اس کے قبیلہ کی فضیلت کا تذکرہ ہے، اسی وجہ سے اس پر اعتماد اور بھی کم ہو جاتا ہے۔

دوسری روایت محمد بن اسحاق بن یسار سے مروی ہے۔ اس کے بارے میں آپ گذشتہ بحث میں جان چکے ہیں۔

تیسری حدیث کا راوی محمد بن ابراہیم حارث تیمی ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ محمد بن اسحاق بھی۔ اور روایت کی سند، عبد اللہ بن زید پر منتہی ہوتی ہے، جس نے بہت کم روایتیں بیان کی ہیں۔ جب کہ دوسری روایت میں اذان کے خواب، اور پھر جناب بلال کو اذان سکھائے جانے کے تذکرہ کے بعد مذکور ہے

کہ جناب بلال (رض) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے۔ آپ (ص) سو رہے تھے۔ تو جناب بلال (رض) نے چلا کر "الصلاة خير من النوم" کہا۔ لہذا یہ کلمہ نماز صبح کی اذان میں داخل کر دیا گیا۔

(ب) وہ روایت جس کو دارمی نے اپنی مسند میں ذکر کیا

دارمی نے اپنی مسند میں اذان کے خواب کی روایت کو ایسی سندوں سے ذکر کیا ہے جو سب کی سب ضعیف ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(1) ہمیں محمد بن حمید نے خبر دی ہے کہ ہم سے مسلم نے حدیث بیان کی کہ مجھ سے محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے... الخ۔

(2) یہ روایت بھی مندرجہ بالا سند کے ساتھ ہے۔ محمد بن اسحاق کے بعد یہ اضافہ ہے: ہم سے یہ حدیث محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے، محمد بن عبداللہ بن زید بن عبدربہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے نقل کی ہے۔

(3) ہمیں محمد بن یحییٰ نے خبر دی کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے ابن اسحاق سے حدیث بیان کی ہے... بقیہ وہی راوی ہیں جو دوسری حدیث کی سند میں مذکور ہیں۔ 22

پہلی روایت کی سند منقطع ہے، دوسری اور تیسری روایت محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی پر مشتمل ہے۔ اور قارئین گذشتہ صفحات میں اس کی حقیقت سے آگاہ ہو چکے ہیں۔

اسی طرح ابن اسحاق کی حقیقت بھی واضح ہو چکی ہے۔

(ج) وہ روایت جس کو امام مالک نے موطاء میں ذکر کیا ہے

امام مالک نے اپنی موطاء میں اذان کے خواب کی روایت یحییٰ سے، انہوں نے مالک سے اور انہوں نے یحییٰ بن سعید سے نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارادہ رکھتے تھے کہ دو لکڑیوں سے استفادہ کیا جائے۔ 23

اس کی سند منقطع ہے اور یہاں پر اس سے یحییٰ بن سعید بن قیس مراد ہے جو ۷۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ہاشمیہ میں ۱۲۳ ہجری کو انتقال کر گئے۔ 24

(د) وہ روایت جس کو ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے

محمد بن سعد نے اپنی طبقات میں ایسی سندوں سے یہ روایت کی ہے جو موقوفہ ہیں اور ان کے ذریعہ حجت قائم کرنا ممکن نہیں۔

پہلی روایت نافع بن جبیر تک پہنچتی ہے، جو نوے کی دہائی میں اس دنیا سے اٹھ گیا اور ایک قول کے مطابق اس نے ۹۹ ہجری میں وفات پائی۔

دوسری روایت عروہ بن زبیر پر منتہی ہوتی ہے، جو ۲۹ ہجری میں پیدا ہوا اور ۹۳ ہجری میں فوت ہو گیا۔

تیسری روایت زید بن اسلم پر ختم ہوتی ہے، جس کی وفات ۱۳۶ ہجری میں ہوئی۔

چوتھی روایت سعید بن مسیب، جس نے ۹۲ ہجری میں انتقال کیا اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ جو ۸۲ ہجری یا ۸۳ ہجری میں فوت ہوا، پر تمام ہوتی ہے۔

ذہبی نے عبداللہ بن زید کے سلسلہ میں کہا ہے کہ اس سے سعید بن مسیب اور عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے احادیث بیان کی ہیں لیکن اس نے کبھی راوی کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ 25

ابن سعد نے مندرجہ ذیل سند کے ذریعہ بھی یہ روایت نقل کی ہے:

احمد بن محمد بن ولید ازرقی نے مسلم بن خالد سے، انہوں نے عبدالرحمن بن عمر سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے اور انہوں نے عبد ابن عمر سے روایت کی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ کیا کہ ایسا راستہ نکالا جائے جس سے لوگوں کو اکٹھا کیا جاسکے..... یہاں تک کہ انصار میں سے عبداللہ بن زید نامی ایک شخص کو خواب میں اذان کی تعلیم دی گئی اور اسی رات عمر بن خطاب کو بھی خواب ہی میں اذان سکھائی گئی ... اس کے بعد وہ کہتے ہیں: پھر بلال (رض) نے نماز صبح کی اذان میں "الصلاة خير من النوم" کا اضافہ کر دیا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اذان میں شامل کر لیا۔ یہ سند مندرجہ ذیل راویوں پر مشتمل ہے:

(الف) مسلم بن خالد بن قرة: جس کو ابن جرحہ بھی کہا جاتا تھا۔ یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ علی بن مدینی نے اسے لاشی (کچھ بھی نہیں) کہا ہے۔ بخاری نے اسے حدیث کا انکار کرنے والا بتایا ہے۔ نسائی کا کہنا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے۔ ابو حاتم نے بھی کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے حدیث کا انکار کرنے والا ہے اور یہ ایسی حدیثیں نقل کرتا ہے جو دلیل بننے کے قابل نہیں ہیں۔ یہ اچھی بری سبھی باتیں نقل کرتا رہا ہے۔ 26

(ب) محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری مدنی (۵۱۔ ۱۲۳ ہجری)۔ انس بن عیاض، عبیداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارہا دیکھا کہ زہری کو کتاب دی جاتی تھی تو وہ اس کو نہ تو خود پڑھتے تھے اور نہ ہی کوئی دوسرا پڑھ کر سناتا تھا۔ پھر بھی جب کبھی ان سے پوچھا جاتا تھا کہ کیا ہم تمہارے حوالے سے یہ روایت نقل کر دیں؟ تو وہ کہہ دیتے تھے: "ہاں"۔ ابراہیم بن ابی سفیان القیسرانی نے فریابی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے سفیان ثوری کو کہتے ہوئے سنا ہے: میں زہری کے پاس گیا۔ وہ میرے ساتھ اس طرح پیش آیا جیسے میرا آنا اس پر گراں گذرا ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر تم ہمارے بزرگوں کے پاس آتے اور وہ تمہارے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کرتے تو تم پر کیا گذرتی؟ وہ بولا: تمہاری بات صحیح ہے۔ پھر وہ اندر گیا اور کتاب لاکر مجھے دی اور کہا کہ اس کو لے لو اور اس کی روایتوں کو میرے نام سے نقل کرو۔ ثوری کہتے ہیں: میں نے اس میں سے ایک حرف بھی نقل نہیں کیا ہے۔ 27

(ھ) وہ روایت جو بیہقی نے اپنی سنن میں نقل کی ہے بیہقی نے اذان کے خواب کی روایت ایسی اسناد کے ذریعہ نقل کی ہے جن میں بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ اس کے ضعف کی طرف ہم یہاں اشارہ کر رہے ہیں۔ (اول) روایت، ابو عمیر بن انس پر مشتمل ہے، جنہوں نے انصار میں سے اپنے خاندان کے لوگوں سے روایت کی ہے۔ اور آپ ابو عمیر بن انس کے بارے میں یہ جان ہی چکے ہیں کہ ابن عبدالبر نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ مجھول ہے، اس کی روایت قابل استفادہ نہیں۔ انہوں نے اپنی روایت، گمنام اور نامعلوم اشخاص سے نقل کی ہے اور انہیں "عمومہ" سے تعبیر کیا ہے 28۔ اگر ہم تمام صحابہ کی عدالت کے قائل بھی ہوجائیں تو اس پر کوئی دلیل نہیں کہ یہ افراد صحابی تھے۔ اور اگر یہ بھی فرض کر لیں کہ یہ اصحاب تھے تب بھی اصحاب کی موقوفہ روایات حجت نہیں ہیں، اس لئے کہ یہ نہیں معلوم کہ اس صحابی نے بھی یہ روایت کسی صحابی ہی سے نقل کی ہے یا نہیں۔

(دوم) یہ روایت ایسے افراد پر مشتمل ہے جو قابل اعتماد نہیں ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل میں:

(1) محمد بن اسحاق بن یسار۔

(2) محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی۔

(3) عبداللہ بن زید۔

ان تمام افراد کے ضعیف ہونے کے بارے میں بحث کی جاچکی ہے۔

سوم: روایت، ابن شہاب زہری پر مشتمل ہے۔ جس نے سعید بن مسیب (م / ۹۲ھجری)، اور اس نے عبداللہ بن زید سے روایت کی ہے۔ اور آپ جان چکے ہیں کہ اس نے عبداللہ بن زید کو دیکھا بھی نہیں تھا 29

(و) دارقطنی کی روایت

دارقطنی نے اذان کے خواب کی روایت مندرجہ ذیل اسناد سے کی ہے:

(1) ہمیں محمد بن یحییٰ بن مراد نے، ان سے ابوداؤد نے، ان سے عثمان بن ابی شیبہ نے، ان سے حماد بن خالد نے، ان سے محمد بن عمرو نے، ان سے محمد بن عبداللہ نے اور ان سے ان کے چچا عبداللہ بن زید نے بیان کیا ہے.....

(2) ہم سے محمد بن یحییٰ نے، ان سے ابوداؤد نے، ان سے عبید اللہ ابن عمر نے، ان سے عبدالرحمان بن مہدی نے اور ان سے محمد بن عمرو نے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن محمد کو کہتے ہوئے سنا: میرے جد عبداللہ بن زید اس خبر کے بارے میں.... 30

یہ دونوں سندیں محمد بن عمرو پر مشتمل ہیں، جس کے بارے میں یہ نہیں معلوم کہ آیا یہ وہ انصاری ہے، جس سے مسانید اور صحاح میں صرف یہی ایک روایت منقول ہے اور اس کے بارے میں ذہبی کہتا ہے کہ یہ پہچانا نہیں جاسکا، یعنی یہ مجہول الحال ہے، یا وہ محمد بن عمر و ابو سہل انصاری ہے جس کو یحییٰ قطان، ابن معین اور ابن عدی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ 31

(3) ہم سے ابو محمد بن ساعد نے، ان سے حسن بن یونس نے، ان سے اسود بن عامر نے، ان سے ابوبکر بن عیاش نے، ان سے اعمش نے، ان سے عمر و بن مرہ نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے، اور ان سے معاذ بن جبل نے روایت کی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی (عبداللہ بن زید) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے..... 32

یہ سند منقطع ہے۔ کیونکہ معاذ بن جبل ۲۰ ہجری یا ۱۸ ہجری میں فوت ہوئے اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ۱۷ ہجری میں پیدا ہوئے۔ یہی نہیں بلکہ دارقطنی نے عبدالرحمن کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ضعیف الحدیث اور برے حافظہ والا ہے۔ اور یہ ثابت نہیں کہ ابن ابی لیلیٰ نے یہ روایت عبداللہ بن زید سے سنی ہے۔ 33 یہاں تک کہ بحث سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ اذان کی مشروعیت کی بنیاد عبداللہ بن زید، عمر بن خطاب یا کسی اور کے خواب کو کسی بھی صورت میں نہیں قرار دیا جاسکتا اس کے علاوہ ان احادیث میں تعارض بھی پایا جاتا ہے اور ان کی سند بھی کامل نہیں ہے۔ لہذا ان سے کوئی بھی بات ثابت نہیں ہوتی۔ اور ان کے علاوہ یہ باتیں عقل قبول نہیں کرتی۔ جیسا کہ ہم اول بحث میں عرض کرچکے ہیں۔

جب ہم اذان کی مشروعیت کے بارے میں اہل بیت علیہم السلام کی روایتوں کو دیکھتے ہیں تو وہ مقام و منزلت نبوت سے سازگار نظر آتی ہیں۔ جب کہ گذشتہ احادیث، مقام رسالت سے میل نہیں کھاتی تھیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "جب جبرئیل علیہ السلام اذان لے کر نازل ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس علی علیہ السلام کی آغوش میں تھا۔ جبرئیل نے اذان اور اقامت کہی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ ہوئے تو امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: "اے علی (ع)! تم نے سنا؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں، یا رسول اللہ! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے حفظ کرلیا؟ فرمایا: جی ہاں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلال (رض) کو بلاؤ اور ان کو سکھاؤ۔ آپ نے بلال (رض) کو بلایا اور اذان و اقامت کی تعلیم دی۔" 34

مذکورہ روایت اور وسائل الشیعہ کی پہلی روایت (عن ابی جعفر علیہ السلام قال لما اسرى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الى السماء فبلغ البيت المعمور و حضرت الصلاة فاذن جبرئيل عليه السلام واقام فتقدم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وصف الملائكة والنبیون خلف محمد صلى الله عليه وآله وسلم 35 میں اختلاف صرف یہ ہے کہ پہلی روایت میں جبرئیل علیہ السلام نافلہ بجا لانا چاہتے تھے لیکن دوسری روایت کے مطابق جبرئیل علیہ السلام نافلہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ بلال کو بلاؤ اور اذان و اقامت کی تعلیم دو۔

اس نظریہ کی تائید وہ روایتیں بھی کرتی ہیں جن کو عسقلانی نے ذکر کیا ہے۔ اور ان کی سندوں کے بارے میں مناقشہ کیا ہے۔ وہ کہتا ہے: ان احادیث کے مطابق، اذان مکہ میں ہجرت سے پہلے شروع ہوئی۔ انہیں روایتوں میں سے طبرانی کی روایت بھی ہے جو سالم بن عبداللہ بن عمر بن ابیہ کی سند سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی تو خدا نے آپ (ص) پر کلمات اذان کی وحی کی۔ جب آپ (ص) معراج سے واپس آئے تو بلال کو اس کی تعلیم دی۔ اس کی سند میں طلحہ بن زید ہے جو کہ متروک ہے۔ وہ روایات جنہیں عسقلانی نے نقل کیا ہے، اذان کی تشریع کے سلسلہ میں اہل بیت علیہم السلام کے موقف (نظریہ) کے صحیح ہونے اور اذان کی بنیاد عبداللہ بن زید یا عمر بن خطاب کے خواب کو قرار دیئے جانے کے نادرست ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ چھٹے امام علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ (ع) نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان عبداللہ بن زید سے لی۔ آپ (ع) نے فرمایا کہ وحی، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتی تھی پھر بھی تم یہ گمان کرتے ہو کہ آپ (ص) نے اذان کو عبداللہ بن زید سے لیا ہے؟ 36

الف) عسقلانی نے بزار کے حوالہ سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ (ع) نے فرمایا: جس وقت خداوند عالم نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذان کی تعلیم دے تو جناب جبرئیل علیہ السلام ایک سواری کے ذریعہ آپ (ص) کے پاس آئے، جس کو براق کہا جاتا ہے۔ آپ (ص) اس پر سوار ہوئے۔۔۔

37

ب) ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے حدیث معراج کے سلسلہ میں روایت ہے کہ ... پھر آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا اور انہوں نے اذان اقامت کہی۔ اور اذان میں "حی علیٰ خیر العمل" پڑھا۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے اور قوم کے ساتھ نماز پڑھی۔ 38

(ج) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی اور اذان کا وقت ہوا تو جناب جبرئیل علیہ السلام نے اذان کہی۔ 39

(د) عبد الرزاق نے معمر سے، انہوں نے ابن حماد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث معراج کے سلسلہ میں روایت کی ہے کہ... پھر جبرئیل کھڑے ہوئے اور اپنے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت کو اپنے کان پر رکھ کر دو دو فقرے کر کے اذان کہی۔ آخر میں دوبار "حی علی خیر العمل" کہا۔ 40

## حوالہ جات

1. السنن، ابو داؤد: ۱/ ۱۳۴، حدیث نمبر ۴۹۸ و ۴۹۹
2. آپ پر خدا کا بہت بڑا فضل ہے۔ (سورۃ نساء: ۱۱۳)
3. اور آپ کو ان تمام باتوں کا علم دے دیا ہے جن کا علم نہ تھا۔ (سورۃ نساء: ۱۱۳)
4. سورۃ آل عمران: ۱۵۹
5. فتح الباری، ابن حجر: ج/۲، ص ۱۸۱، دار المعرفہ
6. السنن، بیہقی: ۱/ ۶۰۸
7. السیرۃ النبویہ؛ حلبی: ۲/ ۹۵
8. صحیح بخاری: ۱/ ۳۰۶، باب اذان کی ابتداء، مطبع: دار القلم لبنان۔
9. النص و الاجتہاد، شرف الدین عاملی: ص ۲۰۰، مطبع: اسوہ
10. تہذیب التہذیب، ابن حجر: ۱۳/ ۸۸، حدیث نمبر: ۸۶۷
11. تہذیب الکمال، جمال الدین المزی: ۲۲/ ۳۰۴
12. تہذیب الکمال، جمال الدین المزی: ۲۲/ ۲۲۳، اس کے علاوہ ملاحظہ ہو تاریخ بغداد: ۱/ ۳۲۱، ۲۲۲
13. السنن، ترمذی: ۱/ ۳۶۱۔ تہذیب التہذیب، ابن حجر: ۵/ ۲۲۲
14. تہذیب الکمال، جمال الدین المزی: ۱۲/ ۵۴۱، مطبع: موسسہ رسالت
15. مستدرک الحاکم، حاکم نیشابوری: ۳/ ۳۳۶
16. وہ فرقہ جو تقدیر کا منکر ہے اور ہر شخص کے مختار ہونے کا قائل ہے۔ المنجد اردو، ص ۷۸۲ (مترجم)
17. تہذیب الکمال، جمال الدین المزی: ۱۶/ ۵۱۵، حدیث نمبر: ۳۷۵۵
18. تہذیب الکمال، جمال الدین المزی: ۲۵/ ۱۳۸، حدیث نمبر: ۵۱۷۷
19. نیل الاوطار، الشوکانی: ۲/ ۴۲
20. المسند، امام احمد: ۴/ ۶۳۲، ۶۳۳، حدیث نمبر: ۱۶۰۴۱، ۱۶۰۴۲، ۱۶۰۴۳۔
21. میزان الاعتدال، ذہبی: ۲/ ۱۰۰، حدیث نمبر: ۲۹۹۷
22. السنن، دارمی: ۱/ ۲۸۷، باب: بدء اذان (اذان کی ابتدا)
23. الموطاء، ابن مالک: ۴۲، باب: نماز کے لئے صدا دینے کے بارے میں۔ حدیث نمبر: ۱
24. سیر اعلام النبلاء، ذہبی ۵/ ۲۶۸، حدیث نمبر: ۲۱۳
25. طبقات الکبریٰ، ابن سعد: ۱/ ۲۴۶، ۲۴۷

26. تهذيب الكمال، جمال الدين المزي: ٢٤ / ٥٠٨، حديث نمبر: ٥٩٢٥
27. تهذيب الكمال، جمال الدين المزي ٢٦ / ٢٢٩، ٢٢٠
28. تهذيب التهذيب، ابن حجر ١٢ / ١١٨، حديث نمبر: ٨٦٤
29. السنن، بيهقي: ١ / ٥٤٥، حديث نمبر: ١٨٣٤
30. السنن، دارقطني: ١ / ٢٤٥، حديث نمبر: ٥٧
31. ميزان الاعتدال، ذهبي ٣ / ٦٢٤، حديث نمبر: ٨٠١٤، ٨٠١٨. تهذيب الكمال، جمال الدين المزي: ٢٦ / ٢٢٠، حديث نمبر: ٥٥١٦. تهذيب التهذيب، ابن حجر: ٩ / ٣٤٨، حديث نمبر: ٦٢٠، مطبع: دار صادر.
32. السنن، دارقطني: ١ / ٢٤٢، حديث نمبر: ٣١
33. السنن، دارقطني: ١ / ٢٤٢، حديث نمبر: ٣١
34. وسائل الشيعه، حر عاملي: ٢ / ٦١٢، باب اذان و اقامت، حديث نمبر: ٢
35. وسائل الشيعه، حر عاملي: ٥ / ٣٦٩، ابواب الاذان والاقامة، حديث نمبر: ١ (مترجم
36. وسائل الشيعه، حر عاملي: ج ٢، ابواب الاذان والاقامة، حديث نمبر ٣ /
37. فتح الباري في شرح البخاري: ٢ / ٨٤، مطبع: دار المعرفه لبنان
38. وسائل الشيعه، حر عاملي: ج ٢، باب اذان و اقامت، باب ٩ / ص ٣
39. مصدر سابق، ج ١٠
40. سعد السعود: ١٠٠، بحار الانوار: ٨١ / ١٠٤، جامع الاحاديث الشيعه: ج ٢، ص ٢٢١